بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

یہ مہینہ حج بیت اللہ کا مہینہ ہے اسی لئے اس کو ذوالحجہ (حج والا) کہا جاتا ہے ۔ اس مہینہ کا یہ نام بعثت محمدی سے پہلے اس وقت سے چلا آرہا ہے جب دنیا کے بتکدے میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے خدا کا "پہلا گھر" تعمیر کیا اور خدا کے بندوں کو اس کی زیارت کی دعوت دی ۔ اس وقت سے لے کر آج تک برابر ہر دور اور ہر زمانے میں لوگ اس کی زیارت ایک فریضہ دینی کی حیثیت سے کرتے آئے ہیں ۔ آں حضور ص کی بعثت سے پہلے جزیرہ نمائے عرب کے کفار و مشرکین اگرچہ دین حنیفی کی بیشتر مقدس روایات کو فراموش کرچکے تھے پھر بھی وہ حج و طواف کعبہ کی رسم کو اسی طرح ادا کرتے چلے آرہے تھے اور اپنی تمام گمراہیوں کے باوجود خود کو دین ابراہیمی کا پیرو کہتے تھے ۔

ضلالت و گمراہی کے ایک طویل دور کے بعد جب ذریت ابراہیم ہی سے ایک نبی خاتم آیا تو اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اپنے دین کی تکمیل کی بلکہ ان روایات کو از سر نو زندہ کیا جو عبد و معبود کے درمیان حقیقی تعلق کو استوار کرنے والی تھیں اور استداد زمانہ کے ساتھ جنہیں لوگوں نے فراموش کردیا تھا ۔

یہ مہینہ حج اور قربانی کا مہینہ ہے ۔ اس وقت [illegible] کے کونے کو

سے شمع حرم کے پروانے کعبہ کے گرد جمع ہوجاتے ہیں اور وہاں کی فضا نغمۂ توحید سے گونج اٹھتی ہے۔

یوں تو سال کے بارہ مہینے، مہینہ کے تیس دن اور دن کے چوبیس گھنٹے کعبہ شریف کے گرد اہل ایمان پروانہ وار طواف کرتے ہی رہتے ہیں ۔ لیکن اس ماہ کا کیا کہنا ۔ سارے جہاں سے حاجی ، خشکی ، بحری اور فضائی راستوں سے آکر مکہ مکرمہ میں جمع ہوجاتے ہیں ۔ بڑے بڑے طویل راستوں سے، بڑی بڑی مشقتیں اٹھا کر اور بڑی بڑی رقمیں خرچ کر کے لوگ جمع ہوتے ہیں ۔ نمازیں پڑھتے ہیں ، طواف کرتے ہیں ، اور خالق ارض و سما کی توحید و تحمید کے ترانے گاتے ہیں ۔

اسی ماہ کی نویں تاریخ کو حج ہوتا ہے ۔ تقریباً سترہ لاکھ حاجی اس دن میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں ، اور کس شان سے جمع ہوتے ہیں ، احرام کے بن سلے کپڑوں میں ، ایک اور صرف ایک جذبہ سے سرشار ، کہ ہم سب ایک خدا ، ایک رسول ، اور ایک قرآن پر ایمان رکھنے والے ہیں ۔ ہمارا رب ایک وحدہ لاشریک ، ہمارا رسول ایک ، آخری نبی اور ہمارا قرآن ایک ، خدائے وحدہ لاشریک کی آخری اور مکمل کتاب ، ہمارا کعبہ ایک ، مشرق و مغرب ، جنوب اور شمال ، ہم کہیں رہیں اور کہیں بسیں ہمارا قبلہ یہی اور صرف یہی ہے ۔ یہ سب کچھ ہے لیکن :

ع کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

حج دین اسلام کا ایک رکن ہے ۔ اس کی حقیقت پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ یہ وطنی ، نسلی ، لسانی اور ثقافتی ، بو قلمونیوں میں وحدت کا ایک روشن مینار ہے ۔ کعبہ کو اس کے محل وقوع کے لحاظ سے ناف زمین کہتے ہیں

اللہ تعالی نے دین اسلام کو ایک عالمگیر دین اور خانۂ کعبہ کو اس کا بین الاقوامی مرکز قرار دیکر دنیا کو اتحاد و یگانگت کا جو درس دیا تھا افسوس کہ آج انسان اور خود مسلمان نے اس کو بھلا دیا ہے ۔ غیر مسلم آج اس دین کو مٹانے کے درپے ہیں جو ان کے لئے دونوں جہاں کی فلاح و سعادت کا ضامن ہے ۔ اور مسلمانوں کا رشتہ بھی اپنے مرکز ثقل کے ساتھ اتنا کمزور ہوچکا ہے کہ حج جیسی انقلابی رسم بھی اپنی اصلی معنویت کھوکر ایک سالانہ اجتماع بن کر رہ گئی ہے ۔

مسلمانوں کو اس دنیا میں ''امت وسط،، کی حیثیت سے دنیا کی اجتماعی تنظیم اور سیاسی رہنمائی کا جو فریضہ ادا کرنا تھا حج اس کا ایک موثر ذریعہ تھا ۔ اور اس ذریعہ کو کام میں لاکر مسلمان شر و فساد سے بھری ہوئی اس دنیا کو امن وسکون کا گہوارہ بنا سکتے تھے ۔ لیکن یہ ملت آج خود اپنے مرکز ثقل سے ہٹ چکی ہے ۔ اور اس کی جو حالت اس وقت ہے وہ ہو بہو قرآن کے ان الفاظ کی مصداق ہے ۔ تحسبھم جمیعاً و قلوبھم شتی ۔ تم انھیں یکجا سمجھتے ہو حالانکہ ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں ۔ یہ آیت قرآن میں جہاں آئی ہے اپنے سیاق و سباق کے لحاظ سے منافقین کے بارے میں ہے ۔ مسلمان کہلانے والوں کے لئے عبرت کی جا ہے ۔

حج کے '' ایام معدودات ،، میں جب کہ اطراف عالم کے مسلمان حج ادا کر رہے ہوتے ہیں ان کی ظاہری ہیئت سے بے شک وحدت، تنظیم اور اجتماعی شیرازہ بندی کا اظہار ہوتا ہے مگر یہ چیز محض وقتی ہوتی ہے ۔ اس کا کوئی پائدار اثر من حیث الامت ان کی زندگی پر بعد میں کبھی نظر نہیں آتا ۔ افتراق و اختلاف کے وہ تمام امتیازات اس امت کے مختلف گروہوں میں اسی طرح کارفرما نظر آئیں گے ۔

فلسفہ حج پر اگر ذرا تعمق کی نظر ڈالی جائے تو یہ دینی فریضہ انفرادیت سے زیادہ اجتماعیت کا حامل ہے۔ مگر نظر بہ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا شعور نہ تو مسلم عوام کو ہے نہ ان کے قائدین کو۔ نہ مسلم ممالک کو ہے نہ مسلم اقوام کو۔ نہ مسلمان سیاسی جماعتوں کو ہے نہ مسلمان مذہبی فرقوں کو۔

یہ اور اس طرح کی دوسری خرابیوں کی وجہ تلاش کی جائے تو ایک ہی بات معلوم ہوگی اور وہ یہ کہ مسلمانوں میں علم دین کی کمی ہے۔ اور جو تھوڑی بہت دینی تعلیم پائی جاتی ہے وہ ناقص بھی ہے اور بے نظام بھی۔ کاش حج کے عظیم موقع پر دنیا بھر کے مسلمان سر جوڑ کر بیٹھیں اور اپنے ملی امراض کا مداوا تلاش کریں۔